Fikr-o-Nasar (Islamabad) 32:4 (1995)

نقطۂ نظر

مسلمان عورت اور کسب معاش

مسز شہزا کوثر چیمہ ☆

ہماری معاشرت میں گھریلو نظام کو چلانا عورت کی ذمہ داری ٹھہرائی جاتی ہے۔ لیکن اس کو بنیاد بنا کر اس کو اصول شرعی قرار دے دیا جاتا ہے کہ عورت دیگر کاروبار زندگی میں حصہ نہیں لے سکتی' ملازمت وغیرہ نہیں کر سکتی' ہم آئندہ سطور میں اس موضوع کو قرآن و حدیث اور تاریخ اسلامی کی روشنی میں ذرا تفصیلاً زیر بحث لائیں گے کہ کیا عورتیں' کسب معاش کیلئے میدان عمل میں نکل سکتی ہیں یا نہیں۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ دنیا کے تمام مذاہب میں اسلام ہی سب سے پہلا مذہب ہے' جس نے عورت کی حیثیت اور حقوق کا تعین کیا اور انہیں مذہب' معاشرت' سیاست اور زندگی کے دیگر شعبوں میں اہمیت دی۔ قرآن پاک میں واضح ارشاد ہے:

ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف (۱)۔

"اور عورتوں کے بھی حقوق ہیں جو کہ مثل انہی مردوں کے حقوق کے ہیں"۔

یہ تاریخ عالم کا سب سے پہلا جان فزا مژدہ قرآن مجید فرقان حمید نے جنس لطیف کو سنایا اور پھر فرمایا:

ھن لباس لکم و انتم لباس لھن (۲)

"وہ تمہارے اوڑھنے بچھونے ہیں اور تم ان کے اوڑھنے بچھونے ہو"۔

خواتین کے جس مقام و مرتبے کو آج سے پندرہ سو سال پہلے شریعت اسلامیہ نے متعین

☆ اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ ' اسلامیہ یونیورسٹی' بہاول پور۔

فرمایا' جدید تمدن نے کہیں بعد خواتین کے اس درجے کو تسلیم کیا۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں انسان کو پیدائشی اور فطری طور پر جو حقوق حاصل ہوتے ہیں' مردوں اور عورتوں کے درمیان ان میں کچھ فرق و امتیاز نہیں۔ انہی حقوق میں ایک حق وسائل رزق سے استفادہ اور کسب معاش کے سلسلے میں جدوجہد کرنے کا ہے یعنی مردوزن مساوی طور پر یہ حق رکھتے ہیں کہ وہ دینی ضابطوں کی پابندی کے ساتھ حصول رزق کیلئے جدوجہد کریں۔

قرآن و حدیث کی تعلیمات سے اگرچہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام عورت کی اصل اور زیادہ تر توجہ گھریلو امور و معاملات کی طرف رکھنے کی ہدایت کرتا ہے تاکہ وہ (عورت) ان کو سدھارنے اور بہتر سے بہتر بنانے کی پوری سعی و کوشش کرے۔ تاہم وہ بوقت ضرورت ایسے فرائض میں بھی حصہ لے سکتی ہے جو اجتماعی امور و معاملات سے تعلق رکھتے ہیں۔ مسلمان عورت اسلامی حجاب کی پابندی کے ساتھ کسب معاش کیلئے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا سکتی ہے' ہر میدان عمل' خواہ وہ محکمہ تعلیم ہو' صحت کے امور سے متعلق ہو یا کارخانہ و فیکٹری کی ملازمت ہو' اگر خواتین کو تحفظ حاصل ہو' تو اسلام ان کے ذریعہ روزگار پر کوئی قدغن عائد نہیں کرتا۔

حضرت عمر مشہور صحابیہ حضرت شفاء بنت عبداللہ عدویہ کو بازار سے متعلق بعض ذمہ داریاں سونپا کرتے تھے۔ حدیث طیبہ کے الفاظ ہیں:

"اسلمت الشفاء قبل الهجرة فهى من المهاجرات الاول وبايعت النبى صلى الله عليه وسلم وكانت من عقلاء النساء وفضلا ئهن ... وكان عمر يقدمها فى الراى ويرضاها ويفضلاها وربما و لا ها شيئا من امر السوق (۳)۔

(حضرت شفاء ہجرت سے پہلے اسلام لا چکی تھیں' وہ ابتدائی مہاجرین میں سے تھیں۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت بھی کی تھی وہ عقل وفہم اور فضیلت والی عورتوں میں سے تھیں ... حضرت عمرؓ ان کو رائے اور مشورہ میں ترجیح دیتے' ان کی رائے اور رضا مندی لیتے اور ان کو فضیلت دیتے۔ اور بازار کے امور سپرد کرتے تھے۔)

اس روایت سے صراحت کے ساتھ یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ امور جو عموماً مردوں کے سپرد کئے جاتے تھے' ضرورت کے تحت خواتین کو بھی ان پر مامور کیا جا سکتا ہے۔ گھریلو ذمہ

داریوں کی انجام دہی اور مردوں کے ساتھ مل کر امور کی انجام دہی کے مظاہر تو آج بھی کثرت کے ساتھ ہمارے معاشرے میں دکھائی دیتے ہیں۔ اور اس کو اسلامی روایت کی روشنی میں دیکھا جائے تو حضرت اسماء بنت ابی بکر اور حضرت جابر کی خالہ کا بالترتیب لکڑیوں کو جنگل سے لانا اور فروخت کرنا اور اپنے کھجور کے درختوں کی دیکھ بھال بنیاد فراہم کرتا ہے۔

یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ خواتین بالعموم عندالضرورۃ ہی ملازمت وغیرہ اختیار کرتی ہیں۔ ان خواتین کا تناسب بہت ہی کم ہے جو صرف شوق کی تسکین کیلئے ملازمت کرتی ہیں۔ اس لئے میرے نقطۂ نظر میں جہاں اسلام خواتین کو اس بات کی اجازت دیتا ہے اور کوئی قدغن نہیں لگاتا کہ وہ اسلامی حدود کی پابندی کے ساتھ کسب معاش کر سکتی ہیں' وہاں یہ امر بھی لائق توجہ ہے کہ غیر ضروری طور پر ملازمت اختیار کر کے اپنے گھریلو نظام کو درہم برہم کرنا اور اولاد کی تربیت سے غفلت بھی کوئی مناسب رویہ نہیں۔

لیکن جیسے پہلے ذکر کیا گیا ضرورت کے تحت اسلام کسب معاش کی صرف اجازت ہی نہیں دیتا بلکہ بعض صورتوں میں سخت شرائط میں نرمی بھی پیدا کر دیتا ہے جس کے لئے درج ذیل حدیث کو بطور دیل پیش کیا جا سکتا ہے۔

> حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میری خالہ کو ان کے شوہر نے طلاق دے دی۔ (طلاق کے بعد ان کو عدت کے ایام گھر میں ہی گزارنے چاہئیں تھے) لیکن انہوں نے (عدت کے دوران ہی) اپنے کھجور کے چند پیڑ کاٹنے (اور فروخت کرنے) کا ارادہ کیا تو ایک صاحب نے سختی سے منع کیا۔ (کہ اس مدت میں گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے) یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں استفسار کے لئے گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا "کھیت میں جاؤ" اور اپنے کھجور کے درخت کاٹو (اور فروخت کرو) اس رقم سے بہت ممکن ہے تم صدقہ یا اور کوئی بھلائی کا کام کر سکو (اس طرح یہ تمہارے لئے اجر آخرت کا سبب ہو گا)۔ (۴)

ایک دوسری روایت میں ہے:

عن سھل قال کانت فینا امراۃ تجعل علی اربعاء فی مزرعۃ لھا سلقا فکانت اذا کان

یوم الجمعة تنزع اصول السلق فتجعله فی قدر ثم تجعل علیه قبضة من شعیر تطحنها فتکون اصول السلق عرقه وکنا ننصرف من صلوة الجمعة فنسلم علیها فتقرب ذالک الطعام الینا فنلعقه وکنا نتمنی یوم الجمعة لطعامها ذالک۔ (۵)۔

(حضرت سھل کا بیان ہے کہ ہم میں سے ایک عورت تھی جمعہ کے دن وہ چقندر کی جڑیں نکال کر انہیں ھنڈیا میں ڈال کر پکاتی تھی اور اس پر مٹھی بھر جو کا آٹا پیس کر ڈال دیتی تھی۔ گویا چقندر کی جڑیں اس میں بوٹیوں کا کام دیتی تھیں۔ ہم ہر جمعہ کو نماز کے بعد اس کو سلام کرتے' وہ یہ کھانا ہمارے سامنے لاتی اور ہم چٹ کر جاتے۔ ہمیں اس کھانے کی وجہ سے جمعہ کے دن کا بہت خیال رہتا تھا)

اس مختصر سی تحریر میں بات واضح کرنے کی کوشش کی گئی کہ اسلامی حدود و قیود کی پابندی کے ساتھ خواتین کا کسب معاش کیلئے اپنے گھروں سے نکلنا' غیر اسلامی نہیں' بلکہ اسلامی روایت کے مطابق ہے۔

حوالہ جات

۱۔ قرآن مجید ۲: ۲۲۸

۲۔ قرآن مجید ۲: ۱۸۷

۳۔ علامہ عبدالبر النمری القرطبی (۳۶۸ ۔ ۴۶۳) الاستیعاب فی معرفہ الاصحاب برحاشیہ الاصابہ فی تمیز الصحابہ' ج نمبر۴' ص نمبر ۳۴۰' ۳۴۱۔

۴۔ سلیمان بن اشعث' ابو داود' سنن ابی داودؒ' کتاب الطلاق ج ۲' ص ۲۰ ۷

۵۔ محمد بن اسماعیل البخاری' صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب فاذا قضیت الصلوۃ ج ۱' ص ۱۲۸